***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.

Methods to Counter the Negative Effects of Economic Trends In The Light Of the Quran and Sunnah

معاشی رجحان کے منفی اثرات کے سد باب کے طریقے قرآن و سنت کی روشنی میں

Hafiz Muhammad Ibrahim
Ph.D Scholar Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi
ibrahimsajid56@gmail.com
Prof. Dr Nasiruddin
Associate Professor and Chairman(R),Department of Usoolud Deen, Faculty of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi

ABSTRACT

This article examines the negative impacts of prevailing economic tendencies and the contemporary economic crisis in light of the Qur'an and Sunnah. It argues that the root cause of economic disorder, social injustice, and systemic crises lies in human greed, love of wealth, and the resulting concentration and stagnation of capital (hoarding of wealth). Drawing upon Qur'anic injunctions, Prophetic traditions, and classical Islamic jurisprudence, the study presents Islam's comprehensive framework for preventing wealth concentration and ensuring continuous economic circulation.The paper identifies three core Islamic mechanisms for eliminating hoarding and revitalizing wealth: voluntary spending (Infaq), obligatory redistribution through Zakat, charity and endowments (Sadaqat and Awqaf), and the laws of inheritance and bequest (Tawreeth and Wasiyyah). It further highlights three prohibited economic practices—interest-based transactions, gambling and speculative practices, and invalid commercial dealings—as primary drivers of unjust wealth accumulation.Special emphasis is placed on Infaq fi Sabilillah as a moral, social, and economic instrument that encompasses personal, familial, communal, and state-level expenditures. The study elaborates on the concept of surplus wealth ('afw), basic human needs, and the wide spectrum of legitimate beneficiaries of voluntary spending as outlined in the Qur'an. It demonstrates that Islam prioritizes moral persuasion, spiritual accountability, and ethical motivation over coercive economic measures, while still granting the Islamic state authority to intervene during crises, emergencies, or structural injustices.The article concludes that sincere implementation of Islamic economic principles—particularly regular circulation of surplus wealth—can effectively prevent economic stagnation, reduce inequality, stabilize societies, and offer sustainable solutions to modern economic crises.Methods to counter the negative effects of economic trends in the light of the Quran and Sunnah.

***Keyword**: Economics, economic problems, effects, Islamic economics, problem solving, methods of the Quran and Sunnah.*

تعارفِ موضوع

معاصر انسانی معاشرہ جن فکری، اخلاقی اور تمدنی بحرانوں سے دوچار ہے، ان میں ’’معاشی رجحان (Economic Orientation) ‘‘کا غیر متوازن اور مادہ پرستانہ غلبہ ایک بنیادی سبب کے طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ جدید دنیا میں معاشی ترقی کو کامیابی، عزت اور اقتدار کا واحد معیار بنا دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں فرد اور معاشرہ دونوں سطحوں پر حرص، طمع، خود غرضی، طبقاتی تفاوت، استحصال، بے انصافی اور اخلاقی انحطاط جیسے منفی اثرات پیدا ہوئے ہیں۔ دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں سمٹ جانا، کمزور طبقات کا معاشی استحصال، حلال و حرام کی تمیز کا مٹ جانا، اور انسانی اقدار کا منڈی کی منطق کے تابع ہو جانا، اس غیر متوازن معاشی رجحان کے نمایاں مظاہر ہیں۔ یہ صورتِ حال نہ صرف معاشرتی عدل و توازن کو متاثر کرتی ہے بلکہ روحانی سکون، اجتماعی ہم آہنگی اور انسانی وقار کو بھی شدید نقصان پہنچاتی ہے۔

اسلام، بطورِ دینِ کامل، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں بشمول معیشت کے لیے جامع، متوازن اور فطرت سے ہم آہنگ اصول فراہم کرتا ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ میں معاشی سرگرمی کو انسانی زندگی کا لازمی جزو تسلیم کیا گیا ہے، مگر اسے مقصدِ حیات نہیں بلکہ وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معاشی رجحان کو اخلاق، عدل، تقویٰ اور ذمہ داری کے مضبوط اصولوں کا پابند بنایا گیا ہے، تاکہ دولت انسانی فلاح کا ذریعہ بنے، نہ کہ فساد، تفاخر اور ظلم کا آلہ۔ قرآنِ مجید بار بار اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ مال اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، انسان اس کا محض امین ہے، اور اس کے استعمال میں جواب دہی کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح سنتِ نبوی ﷺ میں کسبِ حلال، قناعت، ایثار، انفاق، زکوٰۃ اور معاشرتی ذمہ داری کو ایسی قدریں قرار دیا گیا ہے جو معاشی رجحان کے منفی اثرات کو جڑ سے ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

موجودہ معاشی بحران:

یہ حقیقت ہے کہ انسانی معاشرہ کو تباہ وبرباد اور نظامِ معیشت کو درہم وبرہم کردینے والی تمامتر خرابیوں اور بدکاریوں کی جڑ قومی معیشت میں ہوسِ زر اور اس کے نتیجہ میں پروان چڑھنے والی ’’زراندوزی‘‘ ہے، جس کو معاشیات کی اصلاح میں اکتنازِ زر اور انجمادِ دولت کہتے ہیں۔موجودہ معاشی بحران اور اُس کے رفع کرنے کی تدابیر کو قرآن کچھ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

’’ظَهَرَ الْفَسَادُ فِیْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ‘‘۔ [1]

ترجمہ:...’’انسان کی بداعمالیوں کی وجہ سے بر وبحر میں فساد برپا ہے، تاکہ خدا اُن کی کچھ بداعمالیوں کا مزا اُن کو چکھاوے، شاید وہ باز آجائیں‘‘۔

حلال ذرائع معاشیات:

1 القرآن, 30 :41

اسلام نے اس اکتنازِ زر اور انجمادِ دولت کی بیخ کنی کرنے اور دولت کو چند ہاتھوں میں سمٹنے سے بچانے کی، یعنی سرمایہ کو متحرک رکھنے کی اور سمٹی ہوئی دولت اور منجمد سرمایہ کو گردش میں لانے کی تین تدبیریں تجویز کی ہیں:

۱: انفاق

۲: زکوٰۃ وصدقات واوقاف

۳: توریث ووصیت

حرام ذرائع معاشیات

اور زر اندوزی کو جنم دینے اور پروان چڑھانے والے تین حرام ذرائع:

۱:...سود اور سودی کاروبار، یعنی بینکاری۔

۲:...جوا، سٹہ اور بیمہ کاری۔

۳:...بیوع فاسدہ۔ یعنی ناجائز معاملات کو قطعاً حرام اور ممنوع قرار دیا ہے۔

ہم اول مذکورہ بالا تدابیر پر قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں تفصیلی بحث کریں گے، اس کے بعد زراندوزی کو جنم دینے والے حرام ذرائع پر مفصل بحث کریں گے اور قومی معیشت میں ان کے متبادل صحیح طریق کار بتلائینگے، ان شاء اللہ العزیز! تاکہ مکمل طور پر اسلام کا اقتصادی نظام سامنے آجائے۔

انفاق:

منجمد سرمایہ اور زراندوز طبقہ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

’’وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَایُنْفِقُوْنَہَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْہُمْ بِعَذَابٍ أَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْہَا فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ فَتُکْوٰی بِہَا جِبَاہُہُمْ وَجُنُوْبُہُمْ وَظُہُوْرُہُمْ ہٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ[2]

ترجمہ:...’’اور جو لوگ سونے ، چاندی کو دبا کررکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (اے نبی!)تم ان کو بشارت دے دو درد ناک عذاب کی، جس دن اس سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایاجائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو، پہلوؤں کو اور پشتوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہی سونا چاندی تو ہے جو تم نے اپنے لیے دباکر رکھا تھا، پس اب چکھو اس کو دباکر رکھنے کا مزا‘‘۔

یہ آیت کریمہ اس امر کی تصریح کرتی ہے کہ جو بھی سونا چاندی یعنی سرمایہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ نہ کیا جائے، یعنی ایک یا چند ہاتھوں میں جمع ہوکر جام ہوجائے، وہ کنز ہے اور اس کا اکتناز‘ حرام اور موجبِ عذابِ شدید ہے، لیکن جو سرمایہ اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کیا جاتا رہے، یعنی مختلف ہاتھوں میں گردش کرتا رہے، آتا رہے، جاتا رہے، وہ خواہ کتنا ہی وافر کیوں نہ ہو، اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے، جس کا شکر اللہ کے حکم کے مطابق اس کا اظہار یعنی خرچ کرنا ہی ہے، ارشاد ہے: ’’وَأَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ‘‘ اور ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق وہ اکتسابِ خیرات وحسنات کے لیے بہترین معاون ہے، ارشاد ہے:’’ نعم العون المال الحلال‘‘۔

اسلام‘ حکومت کو بھی اکتنازِ زر کی اجازت نہیں دیتا، چنانچہ محاربات میں حاصل شدہ دشمنوں کے اموال ---مال غنیمت--- کو بھی ---جو بظاہر خالص حکومت کی آمدنیاں ہیں--- دوسرے عام انفاقات کی طرح غانمین اور فقراء ومساکین وغیرہ پر تقسیم کردینے کا حکم دیتا ہے، قرآن عزیز کا حکم ہے:

’’وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْئٍ فَأَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ

---

2 القرآن ,9: 35،34

السَّبِیْلِ‘‘۔ [3]

ترجمہ’’اور یاد رکھو! جو کچھ بھی تم کو مال غنیمت ملے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ، رسول کے واسطے اور رسول کے قرابت داروں کے واسطے اور یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے واسطے ہے‘‘۔

چنانچہ کل مال غنیمت کے چار حصے غانمین --شریک جنگ مجاہدین-- کے ہوتے ہیں اور پانچواں حصہ مذکورہ بالا مدات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اور نہ ہی چند دولت مندوں کو مزید دولت مند بنانے کا اختیار دیتا ہے، چنانچہ مال فئے-- بغیر جنگ کیے دشمنوں کے حاصل شدہ اموال-- کو مستحقین پر تقسیم کرنے کے حکم کے ذیل میں انجمادِ دولت کے خطرہ سے قرآن عظیم نے ذیل کے الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے:

’’وَمَا أَفَاۗئَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ أَہْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وِلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وِالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَایَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْأَغْنِیَاۗئِ مِنْکُمْ‘‘۔ [4]

ترجمہ:...’’اور جو مال اللہ نے بستی والوں سے بغیر جنگ کیے اپنے رسول کو پہنچایا، پس وہ اللہ کے واسطے ، رسول کے واسطے اور اس کے قرابت داروں کے واسطے ہے اور یتیموں کے، محتاجوں کے، مسافروں کے واسطے ہے، تاکہ مال تم میں سے (صرف) وہ دولت مندوں کے درمیان ہی آنے جانے والا نہ ہوجائے‘‘۔

انفاق کے دو مرتبے

اس انفاق فی سبیل اللہ --اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے رہنے-- کے دو درجے ہیں:

ایک ادنیٰ، جس کے بعد جمع شدہ مال شرعاً کنز نہیں رہتا۔

دوسرا اعلیٰ جو عند اللہ مطلوب ہے۔

ادنیٰ درجہ کو حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

’’مَنْ کَنَزَھَا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکَاتَہَا فَوَیْلٌ لَہُ ‘‘ ۔ [5]

ترجمہ:’’ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کردی گئی، وہ کنز نہیں ہے‘‘۔

اعلیٰ مرتبہ کو قرآن حکیم میں بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

’’یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ‘‘۔ [6]

ترجمہ:...’’(اے نبی!) وہ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا (یعنی کتنا) مال خرچ کریں؟ تم کہہ دو زائد مال (خرچ کرو)‘‘۔

باتفاقِ مفسرین صاحب مال کی حاجاتِ اصلیہ سے فاضل مال ’’عفو‘‘ کا مصداق ہے۔ انسان کی حاجاتِ اصلیہ کی تشخیص بھی قرآن عزیز میں بیان فرمائی ہے:

۱: حد اعتدال

ارشاد ہے:

۱ :قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ أُخْرِجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ‘‘۔[7]

---

3 القرآن ,ا:41

4 القرآن , 7:59

5 صحیح بخاری: الرقم الحدیث:1404

6 القرآن,219:2

7 القرآن،32:7

ترجمہ:’’(اے نبی!) تم کہہ دو ،کس نے حرام کیا ہے اللہ کی (دی ہوئی) زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے اور حلال وعمدہ کھانے (پینے) کی چیزوں کو ‘‘۔

۲: یَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَاتُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ‘‘۔ [8]

ترجمہ:’’اے اولادِ آدم! لے لو اپنی آرائش (کے لباس) کو ہر نماز کے وقت اور کھاؤ پیو اور (اس میں) بے جا خرچ مت کرو، بیشک اللہ پسند نہیں کرتا بے جا خرچ کرنے والوں کو‘‘۔

۳: فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللہُ حَلَالًا طَیِّباً وَّاشْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللہِ‘‘۔[9]

ترجمہ:’’پس جو حلال وطیب روزی اللہ نے تمہیں دی ہے، اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو‘‘۔

۲: سترپوش اور باوقار

ارشاد ہے:

۱: یَا بَنِیْ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاساً یُّوَارِیْ سَوْآتِکُمْ وَرِیْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ‘‘۔[10]

ترجمہ:’’اے آدم کی اولاد! ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو چھپائے تمہاری شرمگاہوں کو اور زینت کا لباس اور پرہیزگاری کا لباس تو سب سے بہتر ہے ‘‘۔

۲: وَجَعَلَ لَکُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِیْلَ تَقِیْکُمْ بَأْسَکُمْ کَذٰلِکَ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْلِمُوْنَ‘‘۔[11]

ترجمہ:’’ اور (اللہ نے) بنادیئے تمہارے کرتے جو بچاتے ہیں تم کو گرمی (سردی) سے اور ایسے کرتے (زرہیں) جو بچاتے ہیں تم کو لڑائی میں، اسی طرح اللہ پورا کرتا ہے تم پر اپنا انعام، تاکہ تم فرمانبرداری کرو‘‘۔

۳: مکان اور اثاث البیت

۱: وَاللہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَناً وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْأَنْعَامِ بُیُوْتاً تَسْتَخِفُّوْنَہَا یَوْمَ ظَعْنِکُمْ وَیَوْمَ إِقَامَتِکُمْ وَمِنْ أَصْوَافِہَا وَأَوْبَارِہَا وَأَشْعَارِہَا أَثَاثاً وَّمَتَاعاً إِلٰی حِیْنٍ‘‘۔ [12]

ترجمہ:’’اور اللہ نے بنادیئے تمہارے گھر تمہارے مسکن اور بنادیئے چوپایوں کی کھالوں کے گھر (چرمی خیمے) جو تم آسانی سے اٹھا لیتے ہو جب سفر میں ہوتے ہو اور جب قیام کی حالت میں ہو اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی پشم سے اور بکریوں کے بالوں سے گھروں کا سامان اور استعمال کی چیزیں تاحین حیات‘‘۔

قرآن حکیم کی یہ چند آیات بطور ’’گلے از گلزارے‘‘ ہم نے انتخاب کی ہیں، ان آیات میں انسان کی تین مسلمہ بنیادی ضرورتوں:

۱:... غذا،

۲:...لباس،

8 القرآن,31:7

9 القرآن,114:16

10 القرآن,26:7

11 القرآن,81:16

12 القرآن,80:16

۳:مسکن ومکان اور ان کے لوازمات سے حسب ِاستطاعت انتفاع کا حکم فرمایا ہے، بشرطیکہ اس میں اسراف فضول خرچی نہ ہو۔

عفو وفاضل مال کی تعریف

قرآن وحدیث کی تفصیلی تعلیمات کی روشنی میں علماء نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کے حرفہ، معاشی مشغلہ اور منصب کے اعتبار سے حد ِاعتدال میں رہ کر مذکورہ بالا ہر سہ ضروریات اور ان کے لوازمات ہرشخص کی حوائج اصلیہ ہیں۔ حال ومآل کے اعتبار سے جس قدر مال ان کے لیے ضروری ہو، اس سے جو مال ودولت فاضل ہو وہ عفو کا مصداق ہے۔ اس کو اللہ جل مجدہٗ کے تجویز کردہ مصارف ومدات میں خرچ کرتے رہنا انفاق فی سبیل اللہ کا اعلیٰ مرتبہ اور عند اللہ مطلوب ہے، اسی کے ذریعہ نظامِ معیشت اکتنازِ زر کے خطرہ سے قطعی طور پر محفوظ ومامون رہتا ہے، صحیح مسلم میں حدیث قدسی میں آیا ہے:

’’قال اللہ تعالٰی: ابن آدم أَنفق أُنفق علیک وقال یمین اللہ ملأیٰ سحاء لایغیضہا شئ اللیل والنہار‘‘۔[13]

ترجمہ:...’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم کی اولاد! تو (جو میں نے دیا ہے) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کرونگا۔ رسول اللہ ا نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہے، رات دن برس رہا ہے‘‘۔

نبی رحمت ا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو وصیت فرماتے ہیں:

’’أنفقی ولاتحصی فیحصی اللہ علیک ولاتوعی فیوعی اللہ علیک‘‘۔[14]

ترجمہ:...’’تم خرچ کیے جاؤ اور شمار نہ کرو کہ اللہ تم پر شمار کرنے لگے اور تھیلیوں میں جمع کرکے مت رکھو کہ اللہ بھی اپنی تھیلی کا منہ بند کرلے‘‘۔

مصارف ومداتِ انفاق

قرآن حکیم نے اس انفاق کے مصارف ومدات بھی تجویز فرمادی ہیں، مگر یہ مصارفِ انفاق یقینا مصارفِ زکوٰۃ کے علاوہ ہیں، اس لیے کہ مصارفِ زکوٰۃ وصدقات تو ’’إنما الصدقات‘‘ کے عنوان سے قرآن حکیم نے مستقل طور پر بیان فرمائے ہیں۔ وجوہِ فرق زکوٰۃ کی بحث میں آتے ہیں۔

۱-ماں باپ،۲- قرابت دار، ۳-یتیم، ۴-مسکین، ۵-مسافر، ۶-عام مصارف خیر

مقدارِ انفاق اور مصارفِ انفاق کے ذیل میں ارشاد ہے:

’’یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْأَقْرَبِیْنَ وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَإِنَّ اللہَ بِہٖ عَلِیْمٌ‘‘۔ [15]

ترجمہ:...’’وہ تم سے دریافت کرتے ہیں: ہم کیا خرچ کریں؟ تم ان سے کہہ دو: جو مال بھی تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ کے لیے اور قریب تر رشتہ داروں کے لیے، یتیموں، محتاجوں، مسافروں کے لیے (خرچ کرو) اور جو بھی نیک کام تم کرتے ہو، اللہ اس کو خوب جانتا ہے‘‘۔

۷-سائل، ۸-غیر مستطیع مدیون

انواعِ بر کے ذیل میں ارشاد ہے:

’’وَآتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّائِلِیْنَ وَفِیْ الرِّقَابِ‘‘۔[16]

---

13 صحیح مسلم، الرقم الحدیث:2308

14 صحیح مسلم، الرقم الحدیث: 2376

15 القرآن,2:215

16 القرآن,2:177

ترجمہ:...’’اور مال دے اس کی محبت کے باوجود، رشتہ داروں کو، یتیمونکو، محتاجوں کو، مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں‘‘۔
واضح ہو کہ اس آیت کریمہ میں یہ انفاق زکوٰۃ کے علاوہ ہے، اس لیے کہ اداء زکوٰۃ کا ذکر تو اسی آیت میں مستقل عنوان ’’وآتی الزکوٰۃ ‘‘کے تحت فرمایا ہے۔
۹-ہمسایہ قریب، ۱۰-ہمسایہ بعید، ۱۱-شریکِ حرفہ، ۱۲-مملوک غلام کنیز
اس انفاق کا درجہ اللہ کی عبادت کے بعد ہے، ارشاد ہے:
’’وَاعْبُدُوْا اللہَ وَلاَ تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئاً وَّبِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَاناً وَّبِذِیْ الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْجَارِ ذِیْ الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ إِنَّ اللہَ لاَ یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْراً‘‘۔ [17]
ترجمہ:...’’اور عبادت کرو اللہ کی اور شریک مت کرو اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں، محتاجوں کے ساتھ اور پاس کے پڑوسی کے اور دور کے پڑوسی کے ساتھ اور پاس بیٹھنے والے (شریک حرفہ) کے ساتھ اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (غلام کنیز یا نوکر خادم) ان کے ساتھ، بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والے، شیخی مارنے والے لوگوں کو‘‘۔
۱۳-بیوی، ۱۴-اولاد
شوہروں کو بیویوں پر فوقیت حاصل ہونے کی ایک وجہ معاشی کفالت ہے، ارشاد ہے:
۱’’:اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلٰی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللہ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِہِمْ ‘‘۔[18]
ترجمہ:’’مرد حاکم ہیں عورتوں پر، اس لیے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو (مردوں کو) بعض پر (عورتوں پر) اور اس لیے کہ وہ (مرد) خرچ کرتے ہیں ان پر اپنے مال‘‘۔
۲’’:وَعَلٰی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُہُنَّ وَکِسْوَتُہُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ‘‘۔ [19]
ترجمہ:’’اور جس کا بچہ ہے، اس کے ذمہ ہے ان (دودھ پلانے والیوں) کی خوراک اور لباس (کا خرچ)‘‘۔
۱۵-حرب ودفاع ورفاہِ عامہ
قرآن حکیم سامانِ حرب ودفاع وغیرہ پر اموال خرچ نہ کرنے کو اپنے ہاتھوں اپنی موت بلانے کے مرادف قرار دیتا ہے، ارشاد ہے:
’’وَأَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَلَاتُلْقُوْا بِأَیْدِیْکُمْ إِلٰی التَّہْلُکَۃِ‘‘۔[20] (
ترجمہ:’’اور اللہ کی راہ میں (لڑائی میں) خرچ کرو اور اپنی جانوں کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو‘‘۔
۱۶-سائل،۱۷-غیر سائل
قرآن کریم انسان کے مال میں سائل وغیر سائل ہر دو کا حق تجویز کرتا ہے:
’’وَفِیْ أَمْوَالِہِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ‘‘ ۔ [21]
ترجمہ:’’اور ان (اللہ سے ڈرنے والوں) کے اموال میں حصہ ہے: مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (ضرورت مندوں) کا‘‘۔

---

17 القرآن,36:4
18 القرآن,34:4
19 القرآن,233:2
20 القرآن,195:2
21 القرآن,19:51

نیز مانگنے والے باحمیت ضرورت مند کو مانگنے والے پر ترجیح دیتا ہے اور اربابِ اموال کو ایسے غیور ضرورت مندوں کی ضروریات پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ارشاد ہے:
''لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ أُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْباً فِيْ الْأَرْضِ يَحْسَبُہُمُ الْجَاہِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُہُمْ بِسِيْمَاہُمْ لاَ يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافاً ''۔[22]
ترجمہ:''(وہ صدقات وخیرات) ان ضرورت مندوں کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے ہیں (اپنی زندگی اللہ کے لیے وقف کردی ہے، اس لیے) وہ زمین میں (کاروبار کے لیے) سفر نہیں کر سکتے، نادان آدمی ان کو غنی سمجھتا ہے، تم ان کے چہروں سے ان کو پہچان لوگے (کہ یہ ضرورت مند ہیں) وہ نہ سوال کرتے ہیں، نہ اصرار''۔
بہرصورت سائل کو جھڑکنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتا ہے، بلکہ حکم دیتا ہے کہ اگر اللہ نے تم کو وسعت دی ہے تو اس کی ضرورت پوری کرکے شکر نعمت ادا کرو، ورنہ نرمی سے معذرت کردو، ارشاد ہے:
١'':وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْہَرْ وَأَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ''۔[23]
ترجمہ:''مانگنے والے کو مت جھڑکو اور اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرو''۔
٢'':قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُہَا أَذًى وَاللهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ''۔ [24]
ترجمہ:''بھلی بات کہہ دینا اور (سائل کی ترش کلامی کو) معاف کردینا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ایذارسانی ہو''۔
یہ انفاق کچھ مالداروں اور دولت مندوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ہر مسلمان خواہ خوشحال ہو، خواہ تنگدست' اپنی استطاعت کے مطابق اس کا مخاطب ہے، ارشاد ہے:
''أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِيْ السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ''۔ [25]
ترجمہ:''وہ جنت تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لیے، جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی میں بھی اور تنگدستی میں بھی اور ضبط کرتے ہیں غصہ کو اور معاف کرتے ہیں لوگوں (کی خطاؤں) کو اور اللہ پسند کرتا ہے نیکوکاروں کو''۔
جو لوگ ان رضاکارانہ طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں پر طعن وتشنیع کرتے ہیں، ان کے متعلق ارشاد ہے:
''الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لاَ يَجِدُوْنَ إِلاَّ جُہْدَہُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْہُمْ سَخِرَ اللهُ مِنْہُمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ''۔ [26]
ترجمہ:''وہ لوگ جو طعنے دیتے ہیں ان ایمان والوں پر بھی جو دل کھول کر خیرات دیتے ہیں اور ان پر بھی جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت ومشقت (کی کمائی) پس مذاق اُڑاتے ہیں ان کا، اللہ اُن کا مذاق اڑائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے''۔
اس انفاق سے صرف وہ تہی دست لوگ مستثنیٰ ہیں، جن کے پاس دینے کے لیے بجز دعاء خیر کے اور کچھ نہ ہو۔
''لَيْسَ عَلٰى الضُّعَفَاءِ وَلاَ عَلٰى الْمَرْضٰى وَلاَ عَلٰى الَّذِيْنَ لاَ يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوْا لِلهِ وَرَسُوْلِہٖ

---

22 القرآن,273:2
23 القرآن,10،11:93
24 القرآن,263:2
25 القرآن,133،134:3
26 القرآن,79:9

مَا عَلٰی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ وَّاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَلاَ عَلٰی الَّذِیْنَ إِذَا مَا أَتَوْکَ لِتَحْمِلَہُمْ قُلْتَ لاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُکُمْ عَلَیْہِ تَوَلَّوْا وَّأَعْیُنُہُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَناً أَلاَّ یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ''۔ [27]

ترجمہ:''نہیں ہے کمزوروں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں ہے کچھ گناہ، جبکہ وہ خیر خواہی کریں اللہ اور اس کے رسول کی، نہیں ہے (ایسے) نیکوکاروں پر کوئی (الزام کی) راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر (کچھ گناہ) ہے جو تمہارے پاس جب آئے، تاکہ تم ان کو (جہاد کے لیے) سواری دو تو تم نے کہا: میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کوئی سواری نہیں تو وہ آنکھوں سے آنسو بہاتے (اور اپنی محرومی پر روتے) ہوئے واپس چلے گئے اس غم میں کہ ان کے پاس (جہاد میں) خرچ کرنے کو کچھ نہ تھا''۔

واضح ہو کہ مذکورہ بالا ہر دو آیتیں غزوۂ تبوک کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں، لہٰذا انفاق حرب ودفاع کی مد سے متعلق ہے۔

اسلام کے معاشی نظام کو اکتنازِ دولت سے محفوظ رکھنے کی اہم ترین انفاق سے متعلق ان چند آیات پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ ان آیات کی روشنی میں اس انفاق کے مصارف ومدات کی تشخیص وتحدید حسب ذیل ہے:

مستقل انفاقات:

اہل خانہ: خود، بیوی، نابالغ یا ضرورت مند اولاد، ضرورت مند ماں باپ، عبید واماء، موجودہ زمانے میں ان کی جگہ نوکر وخادم ۔

اہل کنبہ: ضرورت مند قرابت دار الاقرب فالاقرب کی ترتیب سے، مجبور ومعذور قرابت دار۔

اہل محلہ:ضرورت مند ہمسایۂ قریب، ہمسایۂ بعید، شریک حرفہ وکسب معاش۔

اہل ملک: یتیم قرابت دار وغیر قرابت دار، مساکین ومحتاجین خواہ سائل ہوں خواہ غیر سائل، ضرورت مند اہل حرفہ وشرکاء کار۔

قومی وملکی: مصارفِ حرب ودفاع ورفاہِ عام۔

عارضی انفاقات

غیر مستطیع مسافر، غیر مستطیع مدیون، خسارہ زدہ (دیوالیہ) تاجر وکاروباری۔

مذکورہ بالاتفصیل سے ظاہر ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کا دائرہ پوری قومی زندگی کے ---شخصی، عائلی، انفرادی، اجتماعی، قومی وملکی--- مصارف ومدات پر محیط ہے۔ اگر ملک کے اعلیٰ ، متوسط اور ادنیٰ طبقات خصوصاً دولت مندوں کا فاضل سرمایہ--- جو عفو کا مصداق ہے--- اللہ کے حکم کے مطابق مذکورہ بالا مدات میں برابر خرچ ہوتا ہے تو ملک میں سرمایہ کبھی منجمد ہو ہی نہیں سکتا، خواہ ان دولت مندوں کے پاس سرمایہ کتنی ہی فراوانی کے ساتھ کیوں نہ آتا رہے۔ اسلام دین فطرت ہے، اس لیے قرآن حکیم دولت مندوں اور سرمایہ داروں کو اس انفاق پر مجبور کرنے یعنی سرمایہ کو متحرک اور دولت کو دائر وسائر رکھنے میں جبر سے کام لینے کے بجائے اخلاقی قوت سے کام لیتا ہے، یعنی حب مال اور ہوسِ زر اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بخل وامساک (کنجوسی) کو کافرانہ خصلت اور بدترین رذالت قرار دیتا ہے، ارشاد ہے:

۱:''کَلَّا بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ وَلَا تَحَاضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ وَتَأْکُلُوْنَ التُّرَاثَ أَکْلاً لَّمّاً وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبّاً جَمّاً ''۔ [28]

---

[27] القرآن,9:92،91

[28] القرآن,89:20،19،18،17

ترجمہ:’’کوئی نہیں، بلکہ تم عزت سے نہیں رکھتے یتیم کو اور (ایک دوسرے کو) محتاج کو کھانا کھلانے پر برانگیختہ نہیں کرتے اور کھا جاتے ہو میت کا مال سمیٹ سمیٹ کر اور محبت کرتے ہو مال سے جی بھر کر‘‘۔

۲:’’وَیْلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ الَّذِیْ جَمَعَ مَالاً وَعَدَّدَہٗ یَحْسَبُ أَنَّ مَالَہٗ أَخْلَدَہٗ کَلَّا لَیُنْبَذَنَّ فِیْ الْحُطَمَۃِ ‘‘۔[29]

ترجمہ:’’ہلاکت ہے ہر طعنے دینے والے عیب چینی کرنے والے کے لیے، جس نے مال خوب سمیٹا اور گن گن کر رکھا، وہ سمجھتا ہوگا اس کا مال سدا اس کے ساتھ رہے گا، ہر گز نہیں! وہ ضرور جھونکا جائے گا روند ڈالنے والی آگ میں‘‘۔

۳:’’إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوْدٌ وَّإِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیْدٌ وَّإِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ‘‘۔ [30]

ترجمہ:’’بیشک انسان اپنے پروردگار کے بارے میں بڑا ہی بخیل ہے اور وہ خود ہی اپنے اس فعل پر گواہ ہے اور وہ مال کی محبت میں بہت ہی سخت ہے‘‘۔

۴:’’وَلاَ یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا آتَاہُمُ اللہُ مِنْ فَضْلِہٖ ہُوَ خَیْراً لَّہُمْ بَلْ ہُوَ شَرٌّ لَّہُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ‘‘۔[31]

ترجمہ:...’’نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز (کے خرچ کرنے) میں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دی ہے کہ یہ بخل ان کے لیے بہتر ہے، بلکہ یہ بخل تو ان کے حق میں بہت ہی برا ہے، طوق بناکر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا وہ مال جس (کے خرچ کرنے) میں انہوں نے بخل کیا ہے‘‘۔

بلکہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کے عقیدہ کے تحت دنیوی واخروی ترغیبات وترہیبات اور وعدووعید کے ذریعہ اس انفاق پر آمادہ کرتا ہے۔ قرآن کریم کا شاید ہی کوئی صفحہ آیاتِ انفاق اور دنیا وآخرت میں اس انفاق کے فوائد ومنافع اور بخل وامساک کے دنیوی واخروی نقصان اور مضرتوں کے ذکر سے خالی ہوگا۔

اس لیے قرآن حکیم زراندوز سرمایہ داروں اور مالداروں سے عام حالات میں زبردستی ان کے اموال چھین لینے اور ملکیت سے محروم کردینے کا حکم نہیں دیتا کہ یہ استحصال بالجبر اور ظلم صریح ہونے کے علاوہ معاشی حیثیت سے ملکی پیداوار میں ترقی کو مسدود کردینے اور قوم کے حوصلے اور نشاط کار کو تباہ کر دینے کے مرادف ہے اور یہ سب سے بڑا معاشی نقصان اور قومی جرم ہے۔

اسلام کے زریں عہد یعنی قرون اولیٰ --عہد صحابہؓ وتابعینؒ-- کی تاریخ شاہد ہے کہ اغنیاء صحابہؓ وتابعینؒ نے اسی قرآنی حکمت عملی کے تحت برضا ورغبت اور بطیب خاطر مذکورہ بالاتمام انفرادی واجتماعی، عارضی ودائمی، قومی مدات ومصارف میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بے حساب اموال خرچ کیے ہیں اور وَاللہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ کے تحت جیسے بے حساب اللہ نے ان کو دیا ہے، ویسے ہی بے حساب انہوں نے خرچ کیا ہے، اپنے اوپر بھی اور قوم کے اوپر بھی۔ تاہم چونکہ شحّ --مال کے خرچ کرنے میں بخل-- انسانی فطرت کی ایک ناگزیر کمزوری ہے، ارشاد ہے:

’’وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ‘‘۔ [32]

[29] القرآن,104:4،3،2،1
[30] القرآن,100:8،7،6
[31] القرآن,3:180
[32] القرآن,4:128

ترجمہ:’’اور نفوس انسانی میں بخل اور حرص پیوست ہے‘‘۔
بجز ان خدا سے ڈرنے والے لوگوں کے جن کو رب العالمین اپنے فضل سے اس کمزوری سے بچالے، ارشاد ہے:
’’وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَأُولَئِكَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ‘‘۔ [33]
ترجمہ:...’’اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل وحرص سے بچا دیئے گئے ،وہی ہیں فلاح پانے والے‘‘۔
وہ اغنیاء آج بھی اپنے اسلاف کی طرح کشادہ دل اور کشادہ دست موجود ہیں اور اُنہی کی فراخ دستی کے نتیجہ میں پاکستان واحد ملک ہے، جس میں حکومت کے اثر سے آزاد بیشمار تعلیمی اور رفاہی ادارے چل رہے ہیں، مگر عام طور پر ملک کا سرمایہ دار اور مالدار طبقہ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ اور ناواقف ہونے کی وجہ سے رب العالمین کے اس فضل سے محروم ہے۔یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔
بہرحال شح انسان کی ایک فطری کمزوری ہے، جو انفاق فی سبیل اللہ کی راہ میں حائل ہوکر سد راہ بن جاتی ہے، اس لیے قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام نے انفاق کی حسب ذیل مدات میں اسلامی حکومت کو اختیار دیا ہے کہ وہ اغنیاء اور مالی استطاعت رکھنے والے لوگوں کو خرچ پر مجبور کرسکتی ہے۔
۱...:بیوی کا نفقہ شوہر کی مالی استطاعت کے معیار پر۔
۲...:نابالغ اولاد کا نفقہ۔
۳...:ضرورت مند والدین کا نفقہ۔
۴...:معذور قرابت داروں کا نفقہ۔
۵...:مصارفِ حرب ودفاع وامورِ رفاہِ عام،اگر حکومت کے خزانے --بیت المال-- میں ان اخراجات کے لیے بقدرِ ضرورت مال نہ ہو۔
۶...:وہ ہنگامی حالات جن میں اسبابِ سماوی کی وجہ سے یا سرمایہ داروں کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے ملک معاشی بحران میں گرفتار ہوگیا ہو، یعنی ملک کا تمام تر سرمایہ اور وسائل دولت چند افراد یا خاندانوں کے ہاتھوں میں سمٹ آئے ہوں اور اکتنازِ زر اور انجمادِ دولت کی صورت پیدا ہوگئی ہو۔

خلاصہ تحقیق

"معاشی رجحان کے منفی اثرات کے سد باب کے طریقے قرآن و سنت کی روشنی میں
"معاشی رجحان کے اُن منفی اثرات کا جامع و تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے جو مادہ پرستی، حرصِ زر، خود غرضانہ مفاد پرستی اور غیر منصفانہ دولت کے ارتکاز کی صورت میں فرد اور معاشرے کو درپیش ہیں۔ تحقیق کا بنیادی مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ کس طرح ایک متوازن، اخلاقی اور انسان دوست معاشی منہج فراہم کرتے ہیں جو ان منفی رجحانات کے مؤثر سدِباب کی صلاحیت رکھتا ہے۔تحقیق کے نتائج سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ اسلام معاشی سرگرمی کو انسانی ضرورت تسلیم کرتا ہے، مگر اسے مقصدِ حیات بنانے کی نفی کرتا ہے۔ قرآنِ مجید میں مال کو اللہ تعالیٰ کی امانت قرار دے کر انسان کو اس کے استعمال میں جواب دہ ٹھہرایا گیا ہے، جبکہ سنتِ نبوی ﷺ نے کسبِ حلال، عدل، قناعت، انفاق، ایثار اور سماجی ذمہ داری کو معاشی نظام کی اساس

33 القرآن,16:64

بنایا ہے۔ سود، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی اور استحصالی طریقوں کی ممانعت دراصل انہی منفی معاشی رجحانات کے انسداد کے لیے ہے جو سماجی عدم توازن اور اخلاقی زوال کا سبب بنتے ہیں۔

اس تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ اسلامی معاشی نظام محض نظری یا اخلاقی تعلیمات تک محدود نہیں، بلکہ اس کے پاس زکوٰۃ، صدقات، وقف، بیت المال اور وراثت جیسے عملی ادارہ جاتی حل موجود ہیں جو دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشرتی فلاح کو یقینی بناتے ہیں۔ مزید برآں، اسلامی تعلیمات فرد کی فکری و روحانی تربیت کے ذریعے معاشی رجحان کی اصلاح کرتی ہیں، تاکہ انسان دولت کا خادم بنے، اس کا غلام نہیں۔تحقیق اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ معاشی رجحان کے منفی اثرات کا پائیدار اور ہمہ گیر حل محض معاشی پالیسیوں میں تبدیلی نہیں، بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں فکری، اخلاقی اور ادارہ جاتی اصلاحات کے جامع نفاذ میں مضمر ہے۔ اگر اسلامی معاشی اصولوں کو عصری تقاضوں کے مطابق نافذ کیا جائے تو ایک ایسا معاشی نظام تشکیل پا سکتا ہے جو عدل، توازن، انسانی وقار اور سماجی ہم آہنگی کا حقیقی ضامن ہو۔

Sources and references

Academic Designations
Ph.D. Scholar, Department of *Usool-ud-Deen*, Faculty of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi
Associate Professor and Chairman, Department of *Usool-ud-Deen*, Faculty of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi

Qur’anic References

Qur’an 30:41

Qur’an 9:34–35

Qur’an 1:41

Qur’an 597

Qur’an 2:219

Qur’an 32:7

Qur’an 31:7

Qur’an 114:16

Qur’an 26:7

Qur’an 81:16

Qur’an 80:16

Qur’an 2:215

Qur’an 2:177

Qur’an 36:4

Qur'an 34:4

Qur'an 2:233

Qur'an 2:195

Qur'an 19:51

Qur'an 2:273

Qur'an 10–11:93

Qur'an 2:263

Qur'an 3:133–134

Qur'an 9:79

Qur'an 9:91–92

Qur'an 89:17–20

Qur'an 104:1–4

Qur'an 100:6–8

Qur'an 3:180

Qur'an 4:128

Qur'an 16:64

Ḥadīth References

Sahih Bukhari, Hadith No. 1404

Sahih Muslim, Hadith No. 2308

Sahih Muslim, Hadith No. 2376

1.